ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

"Proposed Shari'a Solution to Separation "Khula" Problems in Karak District"

(ضلع کرک میں خلع کے مسائل کا مجوزہ شرعی حل)

1- Khail Taj Nisa
MS Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila
2- Amin Ullah
MS Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila
3- Mufti Inayat Urehman
PhD Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila

Abstract:

The preservation of a sacred yet delicate connection like marriage has been commanded in Islam in very explicit and forceful terms, and the separation of a husband and wife is taken extremely seriously. Despite this, there are certain rules and procedures for getting married in Islam if it seems impossible to preserve this marital relationship and an atmosphere of discrepancy is created between the couples. Similarly, there are particular steps and guidelines for ending or leaving this connection. Marriage is a combination of countless virtues and virtues, but one aspect of human nature is that Allah Almighty has made each person's temperament unique. Occasionally, this natural temperamental difference can become so great that it is impossible for two people to live together in one location. Additionally, there is a real concern for corruption if they stick together longer. Allah Almighty has given Muslims laws in Islam that state it is preferable for husbands and wives to separate if they are unable to get along and there is a risk that doing so may result in them transgressing Allah Almighty's commands.

Keywords: Preservation, Connection, Marriage, Separation, Occasionally.

GUMAN ISSN Online : 2709-4162 ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

تعارف: اسلام میں نکاح جیسے مقدس مگر نازک رشتے کو برقرار رکھنے کے لئے بڑے واضح اور تاکیدی احکام دیئے گئے ہیں اور میاں بیوی کی علیحدگی کو نہایت سنگین قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس تمام کے باوجود اگر اس ازدواجی رشتے کو برقرار رکھنا مشکل نظر آنے لگے اور زوجین کے مابین نااتفاقی کی فضاء قائم ہو جائے تو اسلام میں رشتہ نکاح میں منسلک ہونے کے لیے جس طرح ایک مخصوص طریقہ کار اور ایک خاص ضابطہ موجود ہیں بالکل اسی طرح اس رشتے کو ختم کرنے یا اس سے نکلنے کے لیے بھی خاص طریقہ کار اور ضابطہ موجود ہیں۔ نکاح اپنے اندر لاتعداد محاسن و خوبیوں کا مجموعہ ہے، تاہم انسانی فطرت کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی مزاج ہر ایک کا دوسرے سے مختلف بنایا ہے، بعض اوقات یہ مزاج کا یہ فطری اختلاف اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ دو انسانوں کا باہم ایک جگہ رہنا ممکن نہیں رہتا۔ اور ان کے مزید اکٹھے رہنے کی صورت میں فساد کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے اسی انسانی مزاج و فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام میں مسلمانوں کو ایسے قوانین دیئے ہیں کہ اگر میاں بیوی کا نباہ نہ ہو سکے اور ان کے اکٹھے رہنے میں اللہ تعالی کے احکام ٹوٹنے کا خطرہ ہو تو ان میں علیحدگی بہتر ہے اور اس کے لیے قوانین دیئے ہیں۔

خاندان میں رشتہ ازدواج اہم ایک اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، یہ رشتہ جتنا پائیدار اور مضبوط ہو گا اتنا ہی خاندان مکمل اور محفوظ ہو گا، عصر حاضر میں ملکی عدالتوں اور خصوصا دار الافتاؤں میں طلاق اور خلع کے مسائل کثرت سے آتے ہیں، جو یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ طلاق و خلع کی شرح معاشرے میں خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ ان عوامل و اسباب پر بحث کی جائے جو خلع کا سبب بن رہے ہیں، تاکہ ان کا سد باب ہو گئے اور رشتہ ازدواج کو ان عوامل سے بچایا جا سکے۔

خلع کا لغوی مفہوم:

لفظ "خلع" عربی زبان کا لفظ ہے، ہفت اقسام میں صحیح اور باب فتح کے ہم وزن ہے، لغوی اعتبار سے یہ لفظ ''ازالہ'' کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ مشہور لغوی امام اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خلع الرجل ثوبه خلعا ازاله عن بدنه ونزعه عنه۔"[1]

ترجمہ: ''شخص نے لباس اتارا۔ اس کو اپنے بدن سے ہٹا کر اتار دیا۔''

فیروز اللغات میں اس کا معنی یوں لکھا ہے:

''عورت کا مہر معاف یا معاوضہ ادا کر کے طلاق لے لینا۔''[2]

5- جسٹس تنزیل الرحمان خلع کے لغوی مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

"Khul'a means separating one thing from another".[3]

''خلع کا مطلب یہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے الگ کر دیا جائے۔''

خلع کا اصطلاحی مفہوم:

خلع کا اصطلاحی مفہوم قرآن کی درج ذیل آیت میں ذکر ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ"[(4)]

ترجمہ: ''پھر اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو عورت اپنی جان چھڑانے کے بدلے میں دے دے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔''

سورت بقرۃ کی اس آیت میں خلع کا مفہوم اور طریقہ کار کی طرف اشارہ ہے۔

خلع کے جواز اور ثبوت پر ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کے مشہور متن در مختار میں علامہ حصکفیؒ خلع کی اصطلاحی مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

''لفظِ خلع کے ساتھ یا اس کے ہم معنی لفظ سے نکاح کی ملکیت کو ختم کرنا جو کہ عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے۔ اور ضرورت کے وقت خلع کرنے میں حرج نہیں۔''[5]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ مشہور شافعی محدث اور محقق ہیں، انہوں نے خلع کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی ہے کہ بیوی نے شوہر سے جو مہر وصول کیا ہے وہ واپس کر دے اور اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔[6]

خلع کی مشروعیت

خلع کا جواز اور اس کی مشروعیت قرآن وسنت سے ثابت ہے، چنانچہ اس کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"[7]

ترجمہ: "تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ خواتین کو دیا ہے ان سے کچھ واپس لو، مگر جب دونوں کو ڈر ہو کہ اللہ کی متعین کردہ حدود کو قائم نہ رکھیں گے تو اُن پر کچھ گناہ نہیں، اِس میں کہ فدیہ دے کر عورت خلاصی حاصل کرے، یہ اللہ کی قائم کردہ حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔"

اسلام دین فطرت ہے اور اس کے قوانین بھی انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، ان میں سے خلع کے قوانین اللہ تعالیٰ کی طرف سے زوجین کے لیے ایک انعام کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ ایسا خاوند جو اپنی بیوی کو ساتھ رکھنا اور آباد نہ کرنا چاہتا ہو مگر وہ مہر کی مد میں زر کثیر بھی خرچ کر چکا ہو اور بلاوجہ اس عقد کو مال وجوہات کی بنیاد پر قائم رکھ رہا ہو، اور بیوی بھی اسی ذہنی اذیت اور نفسیاتی تکالیف سے دوچار ہو تو ایسے میں خلع کو وجود اور اس کے احکام رب کائنات کی طرف عطیہ ہیں، جس کی وجہ سے زوجین اپنی ذہنی اذیت اور نفسیاتی تکالیف سے نجات پانے کے لیے خلع کی راہ اپنا سکتے ہیں، اس کے بارے میں قرآن کریم کی درج بالا آیت موجود ہے اسی طرح احادیث اور کتب فقہ میں اس کے احکام تفصیل سے موجود ہیں تاہم آپ ﷺ نے بلا کسی وجہ کے خلع کو ناپسند فرمایا۔

چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

"المنتزعات، والمختلعات هن المنافقات."[8]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

ترجمہ ''اپنے شوہروں سے بلا عذر کے خلع اور طلاق مانگنے والیاں منافق عورتیں ہیں''۔

یعنی ایسی خواتین کو منافق سے شمار کیا گیا ہے جو بلا کسی وجہ کے اپنے خاوند سے خلع کا مطالبہ کرتی ہیں۔

تاہم اس سے پہلے میاں بیوی میں صلح کی تمام تر کوششیں ہونی چاہیے، تاکہ اگر نباہ کی کوئی صورت ممکن ہو توان کا اکٹھا رہنا بہر حال بہتر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔"(9)

''اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی قسم کی زیادتی یا بے رخی سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح کی صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے۔''

اور اگر دونوں میں نباہ ممکن نہ ہو اور ان کے اکھٹے رہنے کی صورت میں مزید خرابیاں پیدا ہو رہی ہوں اور نکاح کا بندھن بوجھ بن چکا ہو تو ایسی صورت میں دونوں کو کسی بھی قسم کی نفسیاتی وذہنی اذیت سے محفوظ رہنے کے لیے خلع مشروع ہے کہ وہ آپس میں علیحدگی اختیار کرلیں۔ علیحدگی کی صورت میں نئی زندگی کو شروع کرنے سے دونوں کے لیے بہتر حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

خلع کا طریقہ کار

خلع کا طریقہ کار فقہاء نے یوں بیان کیا ہے کہ جب بیوی یہ سمجھے کہ میرا نباہ اپنے اس شوہر سے مشکل ہے میں اسکے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اگر وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور شوہر طلاق دیتا ہے تو معاملہ ختم لیکن اگر شوہر طلاق دینے پر راضی نہیں ہوتا تو بیوی مہر کے بدلے میں یا کسی اور رقم یا زمین وغیرہ پر شوہر کو راضی کرے کہ آپ مجھے آزاد کردیں اگر شوہر راضی ہو جاتا ہے ، یہی خلع ہے۔ خلع کے معاوضہ کی تعیین میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی ہے، جیسے معاوضے پر بھی زوجین راضی ہو جائیں اس پر

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

خلع ہو سکتا ہے، لیکن نبی ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا کہ شوہر خلع کے معاوضہ میں اپنے دیئے ہوئے مہر سے زیادہ مال لے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:"لا یأخذ الرجل من المختلعة اکثر مما اعطاھا"[10]

ترجمہ:"شوہر خلع کرنے والی بیوی سے خلع کے معاوضہ میں اپنے دیئے ہوئے مہر سے زیادہ مال نہ لے"

ائمہ مجتہدین کا بھی اس پر اتفاق ہے، بلکہ اگر عورت اپنے شوہر کے ظلم کی وجہ سے خلع کا مطالبہ کرے تو شوہر کے لئے اپنی بیوی سے سرے سے مال ہی لینا مکروہ ہے جیسا کہ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

"وان کان النشوز من قبلہ یکرہ لہ ان یاخذ منہا عرضا"[11]

ترجمہ:"اگر زیادتی خاوند کی ہو تو اس کا اپنی بیوی سے خلع کے عوض کچھ لینا مکروہ ہے۔"

خلع کا قانون:

برصغیر پاک و ہند میں انگریز کی آمد کے بعد عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا کوئی قانون نہ تھا۔ بہت سے مسائل میں خواتین کو کافی دقت اور تکالیف کا سامنا تھا۔ بعد ازاں 1939ء مسلم فیملی لاء منظور ہوا، جس میں مسلم عائلی قوانین کو سرکاری قوانین کا حصہ بنایا گیا، جس کے مطابق عورتوں کو ان کا حق دیا جانے لگا۔ پاکستان بننے کے بعد یہی قوانین رائج رہے، برطانیہ کے برصغیر پر دور حکومت میں اور آزادی کے بعد پہلے 15 سال تک پاکستان کے قانون کے مطابق عورت صرف اس وقت تک خلع لے سکتی تھی جب اس کا خاوند رضامند ہو۔ بعد ازاں مسلم فیملی لاء کے تنسیخ نکاح ایکٹ قوانین میں ایوب خان کے دور میں ترامیم کی گئیں اور خواتین کو کچھ مزید تحفظات دیے گئے اور نکاح و طلاق کے کاموں کو باقاعدہ بنانے کے لیے قوانین وضع کیے گئے۔ انہیں مسلم عائلی قوانین 1961ء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

ان کے چیدہ چیدہ نکات یہ ہیں:

1۔ کوئی مرد اٹھارہ برس سے کم اور عورت سولہ سال سے کم شادی نہیں کر سکتے۔

2۔ پہلی بیوی کی موجودگی میں کوئی شخص اس بیوی کی تحریری اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتا۔

3۔ بیوی اگر خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو وہ مقررہ اسباب یا وجوہات پر عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ ان وجوہات میں خاوند کا ظالم ہونا، نان ونفقہ نہ دینا، نامرد ہونا اور بغیر اجازت دوسری شادی کر لینا شامل ہیں۔

4۔ نکاح کو نکاح خواں کے پاس رجسٹر کرانا ضروری ہے۔

5۔ طلاق سے یونین کونسل کے چیرمین کو مطلع کیا جائے گا اور چیئرمین ایک ثالثی کمیٹی تشکیل دے گا۔ طلاق کا نوٹس بیوی کو بھی رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجنا ضروری ہے۔[12]

خلع کا طریقہ کار:

فیملی لاء کے مطابق خلع لینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب خاتون فیملی کورٹ میں خلع کا کیس فائل کرتی ہے۔ تو 8 دن کے اندر شوہر کو نوٹس جاتا ہے۔ اس کے بعد شوہر کی طرف سے جواب دعویٰ آتا ہے۔ اس جواب دعویٰ کے بعد عدالت ایک تاریخ مقرر کرتی ہے۔ جس کو ابتدائی مصالحت کہتے ہیں۔ اس مصالحت کی تاریخ پر میاں بیوی کو بلایا جاتا ہے، عدالت ان کو موقع دیتی ہے کہ اگر جذبات میں آکر، غصے میں یا کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کیس فائل ہو گیا ہے تو مصالحت کر لیں اور کیس ختم کر دیں اگر ابتدائی مصلحت ناکام ہو جائے یا عدالتی نوٹس ملنے کے باوجود مقدمہ کی سماعت کے لیے شوہر حاضر نہ ہو پائے یا صلح نہ ہو سکے جس کے لیے دونوں فریق کو 90 دن کا

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

وقت دیا جاتا ہے۔ توجج پر لازم ہوتا ہے کہ وہ فوری بیوی کے حق میں کارروائی کر کے خلع کی ڈگری جاری کر دے۔ جس کو مقامی یونین کونسل میں درج کروانا پڑتا ہے تاکہ طلاق کا سند حاصل کی جاسکے۔

تنسیخ نکاح ایکٹ 1939ء سیکنڈ گراؤنڈ کے مطابق عدالت دوماہ میں خلع کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ خلع عدالت میں دائر گی کے بعد یک طرفہ کی صورت میں تقریباً 2 ماہ کے اندر فائنل ہو جاتا ہے۔ اگر دوسرا فریق بھی عدالت حاضر ہو جائے تو پھر زیادہ وقت لگ سکتا ہے۔ عدالت سے ڈگری ہونے کے بعد متعلقہ یونین کونسل میں عدالتی ڈگری جمع کروائی جاتی ہے۔ پھر یونین کونسل ایک ایک ماہ بعد فریق مخالف کو نوٹس کرتی ہے۔ یونین کونسل میں عدت کا دورانیہ 3 ماہ ہے جو اُس تاریخ سے شروع ہو گا جب عدالتی ڈگری یونین کونسل میں جمع کروائی جاتی ہے۔ 3 ماہ گزرنے کے بعد یونین کونسل طلاقِ موئثرہ کا سرٹیفیکیٹ جاری کر دیتی ہے۔ اگر عورت حاملہ ہے تو خلع عدالت سے ڈگری ہونے کے بعد بھی جب تک بچے کی پیدائش نہ ہو جائے طلاق موئثر نہ ہو گی۔

ضلع کرک میں خلع کے اسباب

ضلع کرک میں خلع کے چند اہم اسباب جو سامنے آئیں ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1. زوجین میں عدم برداشت
2. مشترکہ خاندانی نظام
3. معاشی مسائل

ذیل میں ان اسباب پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

زوجین میں عدم برداشت:

میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات ازدواجی زندگی کی پائیداری کے لیے نہایت ضروری ہیں۔اس رشتے کو دوام بخشنے کے لیے برداشت آکسیجن کا کام کرتی ہے، کیونکہ جب کسی ایک فریق کی طرف سے عدمِ برداشت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، تو اس رشتہ کو برقرار رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں عدمِ برداشت کی وبا مکمل طور پر پھیل چکی ہے، لہٰذا خاندانی زندگی پر اس کے بُرے اثرات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں، میاں بیوی جیسے نفیس رشتے میں برداشت کا عنصر لازم و ملزوم ہونا چاہیے۔ اگر دونوں ایک دوسرے کی باتوں کو برداشت نہیں کرینگے۔ درگزر کی روش کو فراموش کردینگے تو رشتے کبھی استوار نہیں رہ سکتے۔[13]

عدم برداشت کا مرض تو جیسے من حیث القوم ہمیں لاحق ہو چکا ہے زندگی میں کوئی ایسا پہلو نہیں جہاں ہماری برداشت کی حد ختم نہ ہو چکی ہو میاں بیوی جیسے نازک رشتے میں برداشت کے عنصر کا ہر وقت موجود ہونا لازم و ملزوم ہے اگر میاں بیوی ایک دوسرے کی باتوں کو برداشت نہیں کریں گے لچک کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو رشتے کبھی قائم نہیں رہ سکتے آج یہی برداشت کے مادے میں کمی اور اپنی خواہشات کو دوسرے سے مقدم رکھنے کے باعث طلاقوں میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے اکثر اوقات شوہر بیویوں کو غصّے میں ہی طلاق سنا دیتے ہیں اور بعد میں پوری زندگی پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا یہی صورتحال عورت کی جانب سے بھی دیکھی جاتی ہے۔[14]

عدم برداشت سے مراد کسی بھی شے کو برداشت کرنے کی کمی ہے۔ کسی انسان کے اندر کسی بھی چیز کو تحمل اور حوصلے سے برداشت کرنے کی کمی کا نام ہے۔ یہ درحقیقت رواداری، صبر و تحمل اور بردباری کی ضد ہے۔ یہ ایک صفت ہے جو اس کرہ ارض پر موجود بیشتر انسانوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ وہ منفی رویہ ہے جس سے دورِ حاضر کا انسان دوچار ہے۔ عدم برداشت انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر کسی

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

کی زندگی میں دیمک کی طرح شامل ہے اور روز بروز اسے ختم کرنے میں سرگرم ہے۔اس کی بہت سی وجوہات بھی ہیں جن سے پورا معاشرہ اور انفرادی طور پر ہر شخص متاثر نظر آتا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام:

انسان کی ایک اہم خصوصیت اجتماعیت ہے۔اس کے لیے خاندان، معاشرہ اور سماج سے کٹ کر تنہا زندگی گزارنا مشکل ہے، ہر فرد زندگی کے ہر موڑ پر اپنے جیسے دوسرے افراد کا محتاج ہے۔آپسی تعاون انسانی زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔خونی اعتبار سے جس شخص سے جتنا گہرا تعلق ہوتا ہے؛ انسان اس کا اتنا ہی زیادہ محتاج ہوتا ہے۔خاندان سے وابستگی انسان کی ایک فطری ضرورت ہے۔اسلام خاندانی استحکام، رشتوں کے لحاظ اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیتا ہے۔

قرآن کریم میں والدین کے حقوق کی ادائیگی اور قرابت داری کا خیال رکھنے اور لحاظ کرنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا ‌ؕ وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَـارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَـارِ الۡجُـنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ-[15]"

ترجمہ: "اور اللہ ہی کی بندگی کرو اور کسی چیز کو بھی اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قرابت داروں، یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ اور قرابت دار ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرو"۔

خاندانی نظام کے استحکام کی بنیاد اخلاص اور محبت ہے، مشترکہ خاندانی نظام اُسی وقت تک مضبوط رہتا ہے، جب تک اس میں رہنے والے افراد خلوص اور اپنائیت کے ساتھ رہتے ہیں۔مشترکہ خاندانی نظام میں گھر کے بزرگ، بچے، نوجوان سب مل جل کر رہتے ہیں۔سب کا اپنا مقام و مرتبہ ہوتا ہے اور اپنی اپنی حدود و قیود میں وہ آزاد بھی ہوتے ہیں مقید بھی۔قرونِ ماضیہ میں مشترکہ خاندانی

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

نظام تقریباہر گھر میں رائج تھا۔ جہاں ڈھیروں افراد ایک خاندان کی طرح ایک چھت کے نیچے سکون اور مزے سے زندگی بسر کرتے تھے۔ان کی خوشی و غم ہر عمل اپنائیت بھری ہوا کرتی تھیں۔ایک کو چوٹ لگتی تو پورے گھر میں فکر اور درد کی لہر دوڑ جاتی۔اگر ایک فرد خوش ہوتا تو پورا گھر اس کی خوشیوں میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتا۔ہر فیصلے میں چھوٹے بڑے بزرگوں کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔خلاصہ یہ ہے کہ مشترکہ نظام میں گھر ایک مرکز ہوتا تھا اور پورا خاندان چھوٹے بچوں سے لے کر بڑے افراد تک سب اس مرکز کی مختلف یونٹ کی حیثیت رکھتے تھے۔گذشتہ عہد کی طرح آج بھی گھروں میں بچوں کو بہلانے، لوریاں سنانے، کلمے یاد کرنے اور انہیں اخلاق آموز قصے کہانیاں سنانے اور دینی تربیت سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے لیے بڑے بوڑھے اور دادا ،دادی اور نانا، نانی کی اتنی ہی ضرورت ہیں۔

مل جل کر رہنے میں برکت سمیت دیگر بہت سے فائدے پنہاہیں۔یہ وہ بے لوث رشتوں سے بندھا خاندانی نظام ہوتا ہے کہ جو ہماری زندگی کی رفتار کو سہل بناتا ہے۔ہمارے غموں اور پریشانیوں کو بانٹ کر ہمیں مایوسی جیسے ماحول میں جانے سے بچاتا ہے۔اس خاندانی نظام سے بچوں کی تعلیم و تربیت اچھی ہوتی ہے۔۔بچوں کو توجہ اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے اگر ان کو مناسب محبت اور توجہ نہ ملے تو بچے دوسری غیر اخلاقی سرگرمیوں میں پڑ جاتے ہیں۔یہ خاندانی نظام بچوں کے لئے بہترین تربیت گاہ اور توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔اس نظام میں چوں کہ متعدد مشکلات اور خرابیاں بھی ہیں، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو دور کر لیا جائے۔ایک دوسرے کے لیے دل میں وسعت پیدا کی جائے۔والدین گھر بناتے ہوئے نقشے میں اس بات کو یقینی بنائیں کہ بعد میں ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی علیحدہ رہائش اختیار کی جاسکے۔بڑے بچوں کو شروع سے ہی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔اپنے حقوق کے ادراک کے ساتھ ساتھ فرائض کی ادائیگی کا احساس بھی ان کے دلوں میں ہو۔گھر کے اصول اور

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

قوانین تمام فیملی ممبران پر یکساں لاگو ہونے چاہئیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ مشترکہ خاندانی نظام کوئی آئیڈیل نظام تو نہیں لیکن موجودہ معاشی حالات دیکھتے ہوئے ہمارے سماجی نظام زندگی سے کافی ہم آہنگ ہے۔[16]

مشترکہ خاندانی نظام میں مختلف اسباب کی وجہ سے دشواریاں اور مشکلات بھی کافی ہیں۔ جن کے سبب گھریلو جھگڑوں، سسرالی رشتوں میں چپقلش، غیبت، طلاق، استہزاء اور عدمِ تعاون جیسی شکایات بھی تسلسل کے ساتھ پیش آتی رہتی ہیں، چوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف طبیعتوں اور متنوع فکر وخیال کا بنایا ہے۔ اس لیے طبیعت کے خلاف چیزوں کا پیش آنا بدیہی امر ہے احترام باہمی کے فقدان اور دوسروں کے حقوق کے تئیں حساس نہ ہونے کی وجہ سے جتنے زیادہ لوگ ہوتے ہیں اتنی ہی پرائیویسی کم ہوتی ہے، نہ چاہتے ہوئے بھی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص کی پسند ناپسند کا دائرہ کار مختلف ہوتا ہے۔ سب کی زندگی کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بسا اوقات والدین کا اولاد کے درمیان عدم مساوات کا نتیجہ اولاد کی نافرمانی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ بسا اوقات دلوں میں کینہ وبغض بھر جاتا ہے پھر ایک دوسرے پر اعتراضات، طعن وتشنیع سلسلہ دراز ہوتا چلا جاتا ہے۔ بالآخر گھر کا سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام کا سب سے بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ خاندان کے افراد کے مابین بظاہر اتفاق تو نظر آتا ہے مگر اندر ہی اندر حسد وکینہ کی سازشیں پلتی ہیں، جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہیں بالآخر یہ ہنڈیا بیچ چوراہے پھوٹتی ہے۔[17]

عدم برداشت:

معاشی مسائل کسی بھی شخص کی زندگی پر اہم اثرات کرتے ہیں، معاشی ناہمواری سے مختلف قسم کے مسائل جنم لیتے ہیں، انہیں کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے:

"کادالفقر ان یکون کفرا"[18]

ترجمہ: غربت انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔[19]

سند کے لحاظ سے اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس کا مضمون دیگر احادیث اور تجربات کے ذریعہ ثابت ہے، چنانچہ حضرت مسلم بن ابو بکرہ سے منقول ہے کہ میرے والد محترم ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے:

"اللھم! انی اعوذبك من الکفر و الفقر وعذاب القبر"

"اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" تو میں بھی یہ کلمات کہنے لگا۔ والد محترم پوچھنے لگے: بیٹا! یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: آپ سے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے۔[20]

معاشی مسائل کی وجہ گھریلو زندگی میں چھوٹی باتیں بڑے بڑے طوفانوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں پھولوں سے زیادہ نازک اور کلیوں سے زیادہ کومل ننھے اور معصوم بچوں کا مستقبل گردش زمانہ کی نذر ہو جاتا ہے، گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے روزانہ کئی خاندان ذہنی اذیت سے دوچار ہوتے رہتے ہیں اور میاں بیوی کا جھگڑا بچوں کے مستقبل تاریک کر دیتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی اور روز روز کی لڑائی کے باعث معصوم بچے ایسے ذہنی کرب میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ عمر بھر کے لئے نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ طلاق کی صورت میں تو بچے دوراہے پر آ جاتے ہیں۔ ماں بچوں کو اپنی طرف اور باپ اپنی جانب کھینچتا ہے۔ ایسے میں بچے تقسیم ہو کر رہ جاتے ہیں اور ساری زندگی ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں۔ اس سے بھی انسان غیر ضروری دماغی دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ عموماً عدم برداشت کی صورت میں نکلتا ہے۔ رواں سال ستمبر میں عالمی ادارۂ صحت کی جانب سے جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں خودکشی کی شرح آٹھ فیصد سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ اسی حوالے سے شہر کراچی حاصل ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق رواں سال کے دوران خودکشیوں کے 174 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ان اعداد و شمار سے بننے والی

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

تصویر کا ایک خطرناک پہلو یہ ہے کہ رواں سال اپنے ہاتھوں زندگی ختم کرنیوالے افراد میں بڑی تعداد اٹھارہ سال سے کم لوگوں کی ہے۔[21]

معاشی پریشانیوں کے حل اور سد باب کے لیے ان اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ ہیں، اول تو اللہ تعالیٰ پر توکل ہو اور اسباب کی تلاش ہو، اللہ تعالیٰ نے رزق کا وعدہ اپنے ذمہ لیا ہے، تاہم انسان کے ذمہ اسباب کا اختیار ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ"[22]

ترجمہ: "آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔"

اگر کوئی شخص اچھی نیت کے ساتھ کسی بھی روزگار کی تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے سبب بنا دیتے ہیں۔ نیز پریشانیوں اور مصائب کا حل، رجوع الی اللہ ہے، اس لیے مایوس اور ناامید نہ ہوں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوں، کثرت سے استغفار کریں، حسبِ استطاعت صدقہ کریں، نمازوں کا اہتمام کریں اور گناہوں سے اجتناب کریں۔[23]

خلاصہ:

میاں بیوی کے درمیان مسائل کو پیدا ہونا ایک عمومی بات ہے تاہم اس کو اچھی طرح سے حل کرنا ہی دونوں کا اصل امتحان ہے۔ ضلع کرک میں میاں بیوی کے معاملات کے حل کے لیے مختلف سماجی و قانونی فورم ہیں، جہاں میاں بیوی میں تنازعات کے حل کے لیے رجوع کیا جاتا ہے۔

خلع کے حوالے سے فقہ اسلامی اور پاکستان کے قوانین بالکل واضح اور دوٹوک ہیں۔ جس کا ذکر گذشتہ فصل میں تفصیل سے گزرا ہے ۔خلع کے حوالے سے ضلع کرک کے حالیہ سروے کے نتائج جو اوپر ذکر کیے جا چکے ہیں، ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستان

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

کے دیگر علاقوں کی طرح یہاں بھی خلع کے مسائل میں اضافہ سامنے آیا ہے، جبکہ چند سال قبل اس علاقے میں شاذونادر ہی کوئی ایسی صورت حال پیش آتی تھی۔ میاں بیوی کے درمیان مسائل کو پیدا ہونا ایک عمومی بات ہے تاہم اس کو اچھی طرح سے حل کرنا ہی دونوں کا اصل امتحان ہے۔ سروے کے دوران کے بات واضح طور پر محسوس کی گئی کہ نئی نسل مسائل کی سمجھ بوجھ کے باوجود اس کے حل پر اچھی طرح قدرت نہیں رکھتی، بعض معمولی مسائل وقتی حالات کی پیدا کردہ ہوتے ہیں جن میں زوجین کی طرف سے غیر مناسب طرز عمل اسے مزید پیچیدگی کی طرف لے جاتے ہیں۔ تقریبا 35 فی صد خلع کے معاملات میں خاوند کا غیر مناسب رویہ اس کی بنیادی وجہ قرار دیا گیا، 40 فی صد مسائل ایسے تھے جو مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے پیدا ہوئے، جبکہ 25 فی صد معاملات ایسے تھے جن میں خاتون کا غیر مناسب رویہ اس کی اہم وجہ قرار پایا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قرآن وسنت سے بھرپور رہنمائی حاصل کی جائے اور اس کی روشنی میں اس پر عمل کیا جائے، تاکہ اس مسائل کا سدباب ہوسکے۔

مصادر و مراجع

---

[1] ابن منظور، لسان العرب، ج:8، ص:76

[(2)]: محمد بن یعقوب الفیروزآبادي، فیروز اللغات، ص:594

[(3)]: Tanzil Ur Rehman, A Code of Muslim personal Law (Karachi Pakistan: Islamic Publisher, 1978), 513.

[4] القرآن، البقرة، 229:2

[5] حصکفی، الدر المختار، باب الخلع، ج 3: ص439

[6] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج:10، ص:494

[7] البقرة: 229:2

[8] نسائی، سنن نسائی، حدیث: 3491

[9]: القرآن، النساء، 128:4

[10] البیهقی، أحمد بن الحسین بن علی بن موسی ... أبو بکر، السنن الکبری، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت - لبنات، طبع سوم، 1424ھ- 2003م

[11] عینی، البنایة شرح الهدایة: 510

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

[12] مسلم فیملی لاء 1961

[13] دیکھئے: طاہر رضا بخاری، عدم برداشت کا رجحان اور تعلیمات نبوی ﷺ، ترجمان القرآن، مارچ 2001ء

[14] نفس مصدر

[15] النساء: 36:4

[16] عبید الرحمٰن، مشترکہ خاندانی نظام کے مسائل، مکتبہ رحمانیہ، ص 20

[17] اصلاحی، سلطان احمد، مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام، ایم ایم پبلیکیشرز، ص 18

[18] ابو عبد الله، محمد بن سلامة بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی المصری، مسند الشهاب، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، طبع دوم، **1407**-1986

[19] «إسناده ضعيف، رواه البيهقي فی شعب الإيمان (**6612**، نسخة محققة: **6188**)

[20] النسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علی الخراسانی، المجتبى من السنن = السنن الصغرى للنسائی، ناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب طبع دوم، **1406-1986**

[21] https://www.24urdu.com/20-Dec-2022/65126

[22] سورة الذاریات: 21:51

[23] دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144409101386